ہمارے اسلاف

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

مولانا محمد اشرف صاحب ایم۔ اے شعبہ عربی اسلامیہ کالج پشاور
رفیق اعزازی۔ الحق

شیخ کبیر محدث شہیر حضرت سیدنا غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ کے نام نامی اور جلالت شان سے کون ناواقف ہے۔ ظاہری و باطنی علوم کی جامعیت و امامت، مسند درس و ارشاد کی صدر نشینی، فیض باطنی کی وسعت، مردہ دلوں کی مسیحائی، گمراہوں کی رہنمائی، مواعظ کی اثر پذیری، صحبت پاک کی تاثیر و برکت، کرامات کی کثرت، دین و شریعت کی خدمت، علمی تبحر، وسعت نگاہ اور دقت نظر، کس کس بات کو گنایا جائے ۔۔۔ ع

بسیار شیوہ است بتاں را کہ نام نیست

اسم گرامی عبدالقادر، کنیت ابو محمد، محی الدین لقب تھا۔ محبوب سبحانی غوث اعظم قطب ربانی کے نام سے امت نے پکارا اور حق یہ ہے کہ امت کے اس رجل جلیل کے لئے یہ القاب عین حقیقت تھے۔ آپ کی پیدائش سنہ ۴۷۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب دس واسطوں سے سیدنا امام حسن رضی تک پہنچتا ہے۔ اور سلسلہ مادری امام حسین رضی تک منتہی ہوتا ہے۔ مولد شریف جیلان نواح طبرستان ہے۔ تاریخ وصال باتفاق ربیع الثانی سنہ ۵۶۱ھ ہے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد تشریف لائے۔ اور باوجود عبادات و مجاہدات کی فطری کشش کے ہمہ تن علم کے حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔ باکمال استادوں کے سامنے زانوئے تلمذ تہ فرما کر علوم میں پوری مہارت حاصل کر لی۔ آپ کے اساتذہ میں ابوالوفا، ابن عقیل، محمد بن الحسن الباقلانی، ابو زکریا تبریزی جیسے نامور علماء کے نام پائے جاتے ہیں۔ آپ کی علمی وسعت نظر اور تبحر پر آپ کی تصانیف غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب شاہد ہیں۔ غنیۃ الطالبین میں آپ ایک فقیہ محدث صوفی کی حیثیت سے جلوہ فرما نظر آتے ہیں۔ فقہ میں آپ امام احمد بن حنبل کے پیرو کار تھے۔

چنانچہ غنیہ میں کئی جگہ امام موصوف کو "امامنا" کے لقب سے یاد فرمایا۔ طریقت کی تعلیم شیخ حماد، شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانی سے پائی۔ اور قاضی ابو سعید مخرمی سے تکمیل واجازت پائی۔ اور اس راہ کی اُن ترقیات پر فائز ہوئے۔ جو آپ ہی کا حصہ تھیں۔ امام یافعی کہتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ کی کرامات کی تعداد حد شمار سے افزوں ہے۔ ابن تیمیہؒ کا قول ہے۔ کہ آپ کی کرامات حد تواتر تک پہنچ گئی ہیں۔ لیکن آپ کی سب سے بڑی کرامت مردہ دلوں کی مسیحائی، بے راہوں کو راہ حق پہ لگانا، غافلوں کو ذاکر و شاغل اور گنہگاروں کو احکامِ الٰہی کا پابند بنانا تھا۔ ایک لاکھ کے قریب اشخاص آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے۔ اور پانچ ہزار کے لگ بھگ یہودی و عیسائی آپ کے دستِ مبارک پر مشرف با اسلام ہوئے۔

آپ علم و سلوک کی تکمیل کے بعد لوگوں کی اصلاح و تعلیم کی طرف متوجہ ہو گئے۔ برسہا برس تک تدریس و افتاء کا سلسلہ جاری رہا اور بے شمار اشخاص نے آپ سے ظاہری علوم میں بھی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔

آپ نے اپنے شیخ قاضی ابو سعید مخرمی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں تعلیم و تلقین اور وعظ کا سلسلہ شروع فرمایا۔ لوگوں کی اتنی کثرت ہوتی۔ کہ مخلصین کو عمارت میں اضافہ کرنا پڑا۔ آپ کی مجلس میں اس قدر ہجوم ہوتا تھا، کہ تل رکھنے کی جگہ نہ رہتی تھی۔ اثر کا یہ حال تھا۔ کہ بعض اوقات مجلس وعظ سے لوگوں کے جنازے تک اُٹھ جاتے تھے۔ علماء و فقہاء کثرت سے آپ کی مجلس میں آتے تھے۔ مجلس میں چار چار سو تک دواتیں شمار کی گئی ہیں۔ جو آپ کے وعظ لکھنے کے لئے لائی جاتی تھیں۔ علامہ ابن قدامہ نے لکھا ہے۔ کہ میں نے کسی شخص کی عزت دین کی وجہ سے آپ سے زیادہ ہوتی نہیں دیکھی۔ بادشاہ و وزرا خدمتِ اقدس میں نیاز مندانہ حاضر ہوتے تھے۔ جو آتا فیوض سے مالا مال ہو کر جاتا تھا۔ اصلاح و ہدایت و تربیت و ارشاد کی برکات نے بغداد کو متواتر پچاس ساٹھ سال تک مرجع خلائق بنائے رکھا۔ آپ کے وعظ پند و نصائح، حق کی دعوت، رب کی محبت، آخرت کی فکر، حلال و حرام، جائز و ناجائز کا اہتمام، معاشرت کی درستگی، اخلاق کی اصلاح، معاملات کی صفائی، دنیا سے بے رغبتی، بدعات سے نفرت، توحید کاملہ کے حصول، خداوندِ قدوس پہ کامل اعتماد و یقین، توکل و اخلاص اور طریقت و شریعت کے حقائق و معارف کے مضامین پر مشتمل ہوتے تھے۔ ہر لفظ اندر سے پھوٹ کر نکلتا تھا، جو سنتا تھا تاثیر میں ڈوب جاتا تھا۔ کہ ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے مواعظ و تصانیف کا سب سے بڑا کمال اور برکت

یہ ہے۔ کہ آج صدیاں گزر جانے کے بعد بھی اُن کے مضامین دلوں کی زندگی کو بدل دیتے ہیں۔ اور انسان کے تعلق کو مخلوق سے خالق کی طرف دنیا سے عُقبےٰ کی سمت اور رسوم و بدعات سے احکام الٰہی اور سنت کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ آپ کے مجموعہ وعظ "الفتح الربانی" کی تاثیر آج بھی دلوں کو گرما دیتی اور آنکھوں کو پُرنم بنا دیتی ہے۔ کاش! حضرت محبوب سبحانی نور اللہ مرقدہٗ کے محبین و معتقدین حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کو حرزِ جان بناتے۔ تو آج بھی حضرت والاؒ کی اصل تعلیمات اور فیوض و برکات سے بہرہ مند ہو جاتے۔ کہ حضرت کا فیض ان میں بند ہے۔ اس طرح پچھلے دور کی غلط رسوم و قیود و بدعات سے محفوظ ہو جاتے۔ اور حقیقت میں حضرت پیران پیرؒ کی اصل محبت و عقیدت یہی ہے۔ کہ ان کی بابرکت تعلیمات و اسوہ کو اپنایا جائے۔ اور جن چیزوں سے حضرت نے منع فرمایا ہے۔ اُن سے بچا جائے۔

حضرت سیدنا شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے۔ جن کو تقدیرِ الٰہی اس عالم میں نیابت نبوت کے لئے چُنتی ہے۔ اسی لئے آپ کی سیرت و اخلاق سید کونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق کا نمونہ تھا۔ آپ کے دیکھنے والے اور معاصرین آپ کے اونچے اخلاق، بلند حوصلگی، عاجزی و فروتنی، سخاوت و ایثار، نیک طینتی و پاکبازی اور دیگر اوصافِ حمیدہ کی تعریف میں متفق ہیں۔ ایک بزرگ جنہوں نے بہت سارے بزرگوں کو دیکھا اور اُن کی صحبت اٹھائی ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ "میری آنکھوں نے حضرت شیخ عبدالقادر سے بڑھ کر کوئی خوش اخلاق، فراخ حوصلہ، کریم النفس، نرم دل، محبت اور تعلقات کا پاس کرنے والا نہیں دیکھا۔ آپ اپنی بزرگی، مرتبہ کی بلندی اور وسعتِ علم کے باوجود چھوٹے کی رعایت فرماتے، بڑے کی عزت فرماتے۔ سلام میں پہل کرتے، کمزوروں کے پاس اُٹھتے بیٹھتے، غریبوں کے پاس تواضع اور عاجزی سے پیش آتے۔ حالانکہ کسی سربرآوردہ یا رئیس کے لئے تعظیماً کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ اور نہ کسی وزیر یا حاکم کے دروازے پر کبھی تشریف لے گئے۔

امام ابوعبداللہ الاشبیلی فرماتے ہیں۔ "آپ مستجاب الدعوات تھے۔ (اللہ کی محبت و خشیت میں) جلد رو دینے والے، ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والے، نرم دل، ہنس مکھ، شریف النفس، فراخ دست، بڑے علم والے بلند اخلاق اور عالی نفس تھے۔ عبادات و مجاہدہ میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا"۔
تسلیم و تفویض اور توحید کامل حضرت کا خصوصی حال تھا۔ غرض آپ کی ذات حسین اخلاق کا نمونہ، بھلائی و نیکی کا نشان اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ تھا ـــــ حضرت شیخ قدس سرہٗ امر بالمعروف

اور حق گوئی میں دنیا کی کسی طاقت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ خلیفہ وقت تک کو خلاف دین بات پر اسطرح ڈانٹ دیتے تھے۔ کہ وہ لرز اٹھتا تھا۔ جب خلیفہ مقتفی لامر اللہ نے قاضی ابوالوفا کو قاضی بنایا۔ تو حضرت ؓ نے برسر منبر خلیفہ کو مخاطب کر کے فرمایا: "تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے۔ جو اظلم الظالمین یعنی سب سے بڑھ کر ظالم ہے۔ کل کو قیامت میں تم اس رب العالمین کو جو ارحم الراحمین ہے۔ کیا جواب دو گے" خلیفہ پر یہ سن کر کپکپی اور گریہ طاری ہو گیا۔ اور اس نے اسی وقت قاضی کو عہدہ سے ہٹا دیا اسیطرح درباری اور سرکاری علماء اور مشائخ کی پُر زور تردید اور پردہ دری فرماتے تھے۔ جو اپنے ذاتی وقار اور نفع کے لئے ظالم سلاطین اور حکام کی صحبت اختیار کرتے اور انکی ہاں میں ہاں ملاتے تھے۔ ایک موقع پر اسی طبقہ کے ایک فرد کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ تیری حرص نے تجھ کو ظالموں کی خدمتگاری اور حرام خوری پر آمادہ کر دیا ہے۔ تو کب تک حرام کھاتا اور ان ظالموں، بادشاہوں کا خدمتگار رہتا رہے گا۔ جن کی خدمت میں تو لگا ہوا ہے۔ انکی بادشاہت عنقریب ختم ہو جائیگی اور تجھے حق تعالیٰ کی خدمت میں آنا پڑیگا جسکی ذات کو کبھی زوال نہیں" داعیانِ حق کا ہمیشہ شعار اور دستور رہا ہے کہ دین کی شکست و ریخت پر اُن کا دل پارہ پارہ ہو جاتا تھا۔ اور اس کیلئے اپنی پوری ہمت، بیداری و دلسوزی و عزیمت سے اپنے تن من کی بازی لگا دیتے تھے حضرت اقدسؒ کا سوز دروں گویا ہوتا ہے۔ "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں پے درپے گر رہی ہیں۔ اور اسکی بنیادیں بکھری جاتی ہیں۔ اے باشندگانِ زمین آؤ جو گر گیا ہے، اُسکو مضبوط کر دیں۔ اور جو باقی رہ گیا ہے اسکو درست کر دیں۔ یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی۔ سب ہی کو مل کر کرنا چاہیئے۔ اے سورج! اے چاند! اور اے دن سب آؤ کہ مل کر دین کی گرتی عمارت کو سنبھال دیں" اپنی بات کو حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی اس وصیت پر ختم کرتے ہیں، جو حضرت نے مشائخ کے بڑے مجمع میں اپنے بڑے صاحبزادہ شیخ سیف الدین عبدالوہاب کو وصال سے پیشتر ارشاد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کے جملہ محبین اور پوری اُمت کو حق کے ان کلمات کی پیروی نصیب فرمائے۔

" تقویٰ اور اطاعتِ الٰہی کو اختیار کرو۔ خدا کے سوا نہ کسی سے ڈرو، نہ کسی سے امید رکھو۔ تمام حاجات خدا ہی کو سونپ دو۔ اور اسی سے طلب کرتے رہو۔ بجز خدا کے کسی پر اعتماد نہ رکھو۔ اپنے اوپر توحید کو لازم پکڑو ___ اپنے اوپر توحید کو لازم پکڑو۔ کہ توحید ہی پر سب کا اتفاق ہے۔"

لیکن تا درِ ؒ روزگار ہستی آئی۔ اور اپنے فیوض و برکات سے ملت کی کھیتی کو سرسبز و شاداب کر کے چلی گئی ۔۔۔

سالہا در کعبہ و بُت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

(بشکریہ ریڈیو پاکستان)